

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERD. NO. A 783
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
OUDH PUNCH
LUCKNOW
1927
WEEKLY
۱۹۲۷ء
अवध पंच
लखनऊ
جلد ۱۲
دوازدہم
जील्द
न: १२
M. B. KHAN
ARTIST
LUCKNOW

جلد ۱۲ نمبر ۱

مضامین عنبر

(۸ جنوری سنہ ۱۹۲۷ء)

نذرانۂ سال نو

مسٹر پنچ! آپ کی مساعی جمیلہ میں قابل خدمت نہیں، ابھی ہمت کہ ما لکل حریف آزاد کنندہ سال نو میں پیشکش کیلئے کچھ نہ تھا تو چند اشعار موزون کرنے پر ضعف بصر نے زیادہ مجبور کیا۔

سعد ہو یا نحس اکسٹن کیلئے افضل تو ہے — سال نو کا روز اول ساعت اول تو ہے

کیا مدلل تھی تری تقریر ہر حرف واہ واہ — لا ڈ بی یاخ تو فرماتے ہیں گو مہمل تو ہے

پھر آزادی برابر کو کششین کیجئے — آج گر محروم ہو۔ تو خیر۔ باقی کل تو ہے

جنگ ہاری آجنگ ہے گو نہیں عہد لگام — رنفیون کی قوم میں باقی ابھی کس بل تو ہے

کانگریس میں جاؤں کیا عقدہ کو ہمت سے ہری — کیا کروں مجبور ہوں ٹوٹا ہوا اڑیل تو ہے

گل کا قصہ ہی منجانب تو نا ممکن ہے میل — ہندو ہو جھگڑا اور غنا بیچ لے بیچل تو ہے

بخش زرت رہنا ہے کوئی الکس بیچ ہو اتحاد — گو نموز ہو رفیقہ میں گر کسل تو ہے

ہر جگہ ہو خوار مرنے ہوں یا ختنی ہو پوت — پر مسودہ ہے روسیوں کی فوج تبدیل تو ہے

ساحل بیسایک پہ ہو چین کے گو کر بلشویک — گو سندر ہو نہ حاصل کوئی دلدل تو ہے

سر پر ہندو کس تنی ہو ملی میں مسلمان کے زیر — مجرل منتظر کھایا۔ بیچ میں چلبل تو ہے

ہے طہارت سے غرض۔ کر کا ہو یا ہو گنج کا — آب زمزم گر نہیں نہ سہی گنگا جل تو ہے

خامہ فرسائی نہ سال نو میں بھی تیر نگ کی

ان تئیں ضعف بصر کا عذر کٹ ملی آج ہے

— محمد عبد الوحید تیر نگ

ساقی نامۂ سال نو

از ہندی ندیم

پلا ساقیا آب آتش لباس — کہ پیکر جیسے بندہ ہو حق شناس

نیا سال ہے کچھ نیا رنگ ہو — نئی فکر ہو اور نیا ڈھنگ ہو

ہر اک حال میں دوستی ہو شعار — اسی پر ہو ہر وقت دار و مدار

بہکنے نہ پائے دماغ اور دل — نہ بہتان ہو صحبت میں اگر غل

نہ کر دیر ساقی ادھر جلد آ — جو کچھ ذرد یا صاف ہو لا پلا

جو پیتا تھا جمشید دنیا وہ مے — وہ مرغوب دربار شاہان کے

جو منظور و شاہان کی ہو منہ لگی — ہیں جو کہ انگوری ہے سگی

کیا ہے ظہوری نے جس مے کا ذکر — جوان جس سے حافظ کی تھی ہر فکر

جسے پی کے جامی تھے جامی بنے — جسے پی کے شمس اور نظامی بنے

سب ہی شاعروں کی جو مطلوب ہے

کہاں میں کہاں تو کہاں یہ سماں

پلا آتشین آب کا ایک جام

وہ مے جس سے چہرہ ہو پُر آب و تاب

کہ اس عمر کی حالتیں تین ہیں

زمانہ وہ طفلی کا آتا ہے یاد

مجھے عہد طفلی کی ساقی قسم

گیا عہد طفلی تو آیا شباب

دریغا کہ عہد جوانی نہ سامد

پلا دو جوانی بدہ جام مے

وہ مے ہو کہ چہرے کی زردی گھٹے

جوانی کا دکھلاؤں پیری میں جوش

خبر کچھ ہے ساقی کہ ہے سال نو

فرانسیسی یا پرتگالی سہی

نہ انگوری ہو تو مہوے کی ہو

نسیبٹہ آج ہونے نہ پائے کہیں

خلوت پر

خم یا وہ و جام زرین بیار

نیا سال ہے چھک کے پلوائے آج

خدارا نہ کر جام دینے میں بخل

شکر ہم ہے رندوں سے اب تو خول

بخیل ار بود زاہد بحر و بر

رہیں ستر سال بھرے ہیں ہم

کرم ہائے شاد مانی بود

جوانی خدا اسے سہر پیر پست

سن اے ساقی افسردہ دل آج ہوں

ہر اک جا ہے بر یا نفاق اور دوراز

بجایا کسی نے جو باجا کہیں

پکارے کہ بس اب جو باجا بجا

ہٹا دُ ابجی طبل سے تم دوال

نفیری خبر دار بجنے نہ پائے

جو ڈھولک بجیگی تو پھاڑینگے سر

یہ شادی غمی سے بدل جائیگی

نہیں آیہ "زور آخرے" کی یاد

کہیں تم نے دیکھی جو گؤ زبان

چھری لے کے آمادہ شر ہوئے

وہی ہیں رسے ہندی کو مرغوب ہے

کہ یکساں نہیں دورۂ آسمان

مرے دل کو آتش کدہ کر تمام

ضعیفی میں بھی جوش پر ہو شباب

یہ ہے ایک راگ اور گتیں تین ہیں

کہ رہتا تھا دل اپنا جب شاد شاد

بیک جرعہ کر دے فراموش غم

بجوان "ان ہذا الشئ عجاب"

شب عشرت دکا مرانی نماند

کہ زمی سے ہو راہ پیری کی طے

ذرا تو بڑھاپے کی سردی گھٹے

رہے پھر وہ جوش جوانی میں ہوش

ملے گر نہ گندم غنیمت ہے جو

نہیں ہے جو گوری تو کالی سہی

غرض یہ کہ پی لیں گے ملجائے جو

یہ نوروز خالی نہ جائے کہیں

کہ عہد و فا را کنم استوار

نہیں نقد تو قرض دلوائے آج

خدارا نہ کر دام دینے میں بخل

بگوش خرد سن لے سعدی کا قول

بہشتی نباشد بحکم خبر

دکھا اب تماشائے موج کرم

کرم حاصل زندگانی بود

بشرطیکہ باشد زدل مے پرست

نہیں زندہ دل۔ مردہ دل آج ہوں

کہیں جنگ خر ہے کہیں جنگ گاؤ

تو لٹھ لے کے ہو پہنچے نمازی وہیں

یہ لوگ جانوں کو تم نے تجا

نہیں تو گرا دینگے ہم سر کے بال

جو پیری کی دھن اب نہ کوئی سنائے

بجا سر تو پھر ہم اجاڑیں گے گھر

مسرت دلوں سے نکل جائیگی

اگر یاد ہے بھی تو بغض و عناد

تو غصہ سے پنڈت ہوئے نیم جان

تھیب آہ و نور منتشر ہوئے

دوسرے ... ساری ... آدمی ... نفیس ... روزی ... کلام حافظ ... رفیع ... تیار کرا ہے۔

جو بیٹ بھر بھر مین وپلی سے پتا گرا
نہ یہ اُن سے رہتی نہ رو وان عشوش
گھڑی بھر مین غائب ہوا ایل سیل
پھری آنکھ، تیوری چڑھی ضد بڑھی
مزا کرکرا ہو گیا ساقیا
نئے رو بچ پرور کا دے جام پھر
فسادی بنے جیل خانے بھرے
نہ جب کچھ چلا اور نہ کچھ بن پڑا
ہو گئے سرکار سے اپنی کاٹ
خدا کی پناہ ایسا جھگڑا مچا
کہا تھا جسے پہلے قانون جور
نہ جاتے تھے جو پہلے ظالم کے پاس
زبان پر اپیلون کا نام آ گیا
اگر قانون رہی اور نہ تن بچن سکی
جو غفلت کا یہ طور ہے ساقیا
پلا جام اکشائے دن تو تری
وہ مئے دے بڑھے جس سے نقش عناد
وہ مئے جس سے شدھی مین آ جائے زور
نئے تجھے ساقی جو ساغر کی
نئے سرے بندی کو کر دے جوان
پھر چڑھ جائے گھیر جوانی کا رنگ
دکھاؤن اکھاڑون مین بازو کا بل
مجھے نیکو چندے کی دولت کثیر
ہر اک کام انجام ہوتے ستے ہو
نکلی گرا کر ہین رنڈیان
مین حکا کے جھولی نگے مین چلون
زبان سرزد تہنیتی کی صورت جیسے
کہین جائے تنظیم ملت کر دن
وہ تقریر پر سری دھواں دھار ہو
طویلے مین انسان ہوتے لگے
جہان بھر مین ایسی لگاؤن مین آگ
دھڑا دھڑ چلے خانہ اتفاق
بنے جنگ گھر بیٹھ بیٹھو کہین دھری
زرو مال سے بندہ تجھو لی بھرے
میرا اس طرح وہ دن سب کو جیب کی بیاض

تو پینے پہ عالم کے نزلہ گرا
یہ کہتے ہین وحشت اور وہ کہتے ہین شش
نہ گزرا کبھی ان تلون مین تماثیل
اور بیٹے لگی اپنے پاسی کڑھی
خدا کے لئے آب آتش پلا
کہ دکھلاؤن ہونے کا انجام پھر
ارے دے ارے دے ارے دے ارے
ہوئی ساری تحریکین آخر فنا
وہ جانی سے گئے گئے جانی کاٹ
نہ سمجھے کبھی اور نہ سمجھے
ہوا داد خواہی کا پھر اڈکے دور
گئے لے کے فریاد حاکم کے پاس
وہ قانون ناکارہ کام آ گیا
گئے بھول سب دوبارہ ڈاڑھی
تو پھر جام دینے مین حجت ہے کیا
نہ نادر بچا مانند وہ نادری
طبیعت مین پیدا ہو جس سے فساد
بچے جس سے تبلیغ دین کا شور
تو بڑھا یہ جیسے جوانی ملی
تن لاغر کو بخشے تاب و توان
جسے دیکھ کر عقل سب کی ہو دنگ
علی خول ہو اور ملا بھر دل
تو تقدکمان میرا ہو جائے تیر
سفر مین نہ تکلیف ہوتے سے ہو
تو بھر آئی مین وہ بھیک سے جھولیان
تو پھر نام رکھنے کا دم بھر نہ لون
بنے شمع رخت اخوت جیسے
کسی جا پہ وہ دم سنگھٹن کا جو دان
مقدس جتانے کا پرچار ہو
مقلد کو پھر ایک رونے لگے
کر تفقس میان ہوا مین دیپک راگ
نکالے نہ بند نفاق و نفاق
ہو کوئی بھی جائے تو رو کہین دری
ملامت ہو تحریکیت سب کو جرے
کہ میرے مخالف نہ ہو پانی کاٹ

وہ انبار دُنیا مین جاری نہ ہو
مچے سب طرف دینداری کی دھوم
مگر دینداری یہ اصلی نہ ہو
پھر اُن مین مجرمانہ ایمان کی
مین صوفی بنون یا سوامی جون
دھرنے سے کھلتا رہون پمفلٹ
جو ہو گھر گلی مین قمت کی بیچ
اور دکھلا جائین قومی ڈیپلین کے ہیر
نیا سال ہے کی رکھ دے سبیل
پچے جس کا ہی پا ہے جنتی شراب
ہم وہ نون تو مین یہ لڑتی رہین
یہ ہنس ہنس کے آواز مین جان کی
تن مقسدان راہ بند آ وہ ید
نکالو دھر اُو جو ہے آرڈیننس
جگا دو اُنھین لذت ہوم رول
کہان ہین تمھارے اُڑن کا بیان
ہوئی اب تو تا بحث ضرورت مری
اگر ہاں مین میرا نہ ہو درمیان
نکات حکومت سے واقف ہو تم
کہاں ہے وہ ساقیا جام کی
نیا دور ہے اور نیا ہے سمان
گئے دن گزر ستہ و شصت و پنج
ستہ بست و ہفتم کا اب دور ہے
پیا ذرنج شہر یا وہ کن
جو ہو یاد افسانہ اند و رکا
ہمارا بھرنا جانہ ہو لین تجھے
پیا درد خوابی خیر پونہ
کرنسی کمیشن کا یاد آیا نام
غضب کی تھی تجویز یہ ہیک بلا
کہان تک کہون غم کے ہین واقعات
ملے غم ہا مجھکو دور کا ہے
اُنھین کی بدولت یہ سب کچھ ہوا
دو چلتے ہوے آئے اور دن بیان
سنا ہے بہت ہی ملتا رہین
یقین دل کو آتا نہین کیا کہین

مجھے خواہش شعلہ باری نہ ہو
زمانے پہ ہو رنج و غم کا ہجوم
جو دارین سے ڈپلومیسی نہ ہو
ہو بارش اُدھر دھن کی اور دین کی
ہر حال مین نام کا می ہون
رہے دین و ایمان کر جائے پلٹ
نہ بدل جائے ایمان کہ دوانتون کو بیچ
وہ تو ہون کہ آپس مین پیدا ہو بیر
نہ کر تو خیال قلیل و کثیر
کرے خانہ دین و دنیا خراب
اکڑتی رہین اور بگڑتی رہین
گلے رگڑا بان خیر الشبل
سر سرکشان در کمند آورید
رہے اب نہ دنیا مین مقصد پہ پنس
پلا دو انھین غفلت ہوم رول
کدھر ہین تمھاری وہ خود روی بیان
ملی اب تو دل سے کدورت مری
تو آپس مین لو بھڑ کے تم دیر وجان
رموز عدالت کے ماہر ہو تم؟
ہم سر پیا سے خرچیان بل
جہان سے چلے تھے پھر آئے وہان
پڑین آگے پیدا ہوا سر مین گنج
زمانے کا لیکن وہی جور ہے
بدہ ساقیا جام صہبا بمن
تو پھر ڈول ہو اک نئے دور کا
پیالا کوئی نام پر لا کے دے
بدہ جام و از دل کن اندوہ دور
اسی نام پر دے پیالا ایک جام
ارے جام دے جام دے جام لے
بھلانے کے قابل ہے ہر ایک بات
بیہون مین تو کہ لارڈ ریڈنگ کی بیچ
کہین ساقیا اب پیالا نہ دا
مگر ڈھونڈھتے ایڑیون کے نشان
کسانون کے دل سے وہ غمخوار ہین
مناسب یہی ہے کہ چپ ہو رہین

پلادے پلادے پلادے شراب — ہر اک جام پر مجھکو تو دے خطاب
خطابوں میں ہوتا نہیں کچھ بھی صرف — وہ دس حرف ہوں یا کہ ہوں پانچ حرف
مرید ان اردوں سے میں ہے بھی تر ہوں — ابھی پوری ابجد مجھے بخش دوں
ندیم اب قلم اپنا تو روک لے — ان افسانوں کو یونہی بس رہنے دے
دعا کر اودھ پنچ کے باب میں — رہے یہ سدا بزم احباب میں
رہے جب تلک آب گنگ و جمن — شگفتہ رہے اسکے دل کا چمن
ہوا غم کی نزدیک آنے نہ پائے — خزاں اپنا نقشہ جمانے نہ پائے
سلامت رہیں اسکے مضمون نگار — نہ ہو ان کو نزلہ نہ آئے بخار
وہ پیری میں جوش جوانی دکھائیں — عدو سامنے اونکے سب منہ کی کھائیں
روانی پہ بحر ظرافت رہے
ہر اک نوع کی دور آفت رہے

موتیا بند یعنی تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء)

بات یہ ہے کہ ناسخ زبان کے موجد نہ تھے جو ترکیبیں یا جو الفاظ اونھوں نے پسند کیے اونکا رواج پہلے ہی سے موجود تھا۔ البتہ اونھوں نے حسن انتخاب سے کام لیا۔ بڑھایا کچھ نہیں جو لفظ گران گزرا اوسے اپنے نظم میں ترک کر دیا۔ بول چال میں اکثر الفاظ پہلے ہی سے ترک ہو گئے تھے۔ لیکن بضرورت نظم متروک الفاظ بھی شعرا کبھی استعمال کرتے تھے۔ اکثر ایسے الفاظ بھی مستعمل ہیں جو نظم میں غیر فصیح قرار دیے گئے ہیں مگر بول چال یا محاورات سے نکل نہ سکے مثلاً "نمک" اور "تلک" "ابھی تک زبانوں پر چڑھے ہوئے ہیں"۔ "ورے پرے" کوئی یوں بولتا نہیں مگر مثل ہے "شام کے ڈرے ورے ہزاروں نستیں" "علی بڑا ھیا نمک چٹے تو کیا" اب تک زبان زد ہے۔ لکھنؤ کی خلقت نے ناسخ کے اجتہادات نظم میں اس وجہ سے تسلیم کر لیے کہ اونھوں نے اپنی نظم کو بول چال کا تابع کر دیا۔ لکھنؤ کے محل خانوں کی زبان اور بھٹیاروں کی زبان میں بھی فرق ہے۔ لکھنؤ کے شریفوں اور ادنے طبقے کے لوگوں کی گفتار میں بھی فرق ہے اور یہ فرق آجتک قائم ہے بعض محاورات ہیں جنہیں بازاری اشخاص استعمال کرتے ہیں اور شرفا جب کبھی بضرورت اون محاورات کو استعمال کرتے ہیں تو کہتے ہیں "بقول بازاریوں کے" تاکہ اعتراض نہو۔ افسوس حضرت مصنف شعر الہند صاحب مذاق سلیم نہیں ہیں۔ یہ باتیں تو جاہل یہاں کے بچے جانتے ہیں۔

تذکرہ جلوۂ خضر جو انھیں اتفاق سے دستیاب ہو گیا ہے زبان اور دیگر نازک امور کے متعلق کوئی درست رائے نہیں رکھتا۔ ہم لوگوں کے نزدیک وہ قابل اصلاح ہے۔ اساتذہ فن نے اوسکی طرف کبھی بغرض استفادہ توجہ نہیں کی۔

حضرت مصنف پُرمایہ کا یہ ارشاد بھی ہے:

"لیکن اس موقع پر بہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شیخ ناسخ نے قدما کی بعض ایسی ترکیبیں اور بعض ایسے الفاظ بھی متروک قرار دیے جن کا وہ نعم البدل کیا بدل بھی پیدا نہ کر سکے۔"

اپنی بے جوڑ مثالوں کی وجہ سے کچھ یونہی سا ہے۔ کیا معنی کہ جرات نے یہ
ہجر کی رات وہ کافر ہے کہ جوں چشم پر آب — آدھا تارا ہے ہر اک آنکھ پسارے نکلا
کہا اور حضرت نے "آنکھ پسارے" پر خط کھینچا۔ آنکھ پسارنے کا محاورہ تو بے شک متروک ہے مگر "پسارنا" اب تک مروج ہے۔ مثلاً "تیرے میرے آگے ہاتھ پسارنا" "جو شخص ترکی ٹوپی دیجئے" "منہ کھوے سر کی دُم ہلاتا پھرتا ہے اوسے "منہ پسرا" کہتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ زیادہ رواج نوشتہ "پسارنے" کی جگہ "کھولنا" موجود ہے اور وہ اچھا بدل ہے تو کیوں کوئی "پسارنا" کہے۔ استاد مصحفی کے شعر میں حضرت نے ڈلک پر خط کھینچا ہے:

یوں ہے ڈلک بدن کی اوس پیرہن کی تہ میں

ڈلک ہرگز متروک نہیں ہے۔ کیا کہیں واللہ ہم تلاش کے بعد بھی کوئی صفحہ بے بھگے پن سے خالی نہ ملا حضرت کہیں تو قوت و مہارت کا نمونہ دکھایا ہوتا۔ آپ نے سودا کے اس مصرعے پر خط کھینچے ہیں:

غنچے کا دل وہاں یہ کسی نے بکھر چلا

اس میں کوئی لفظ متروک نہیں ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ "دل بکھرنا" پرانا محاورہ تھا تو یہ خیال غلط ہے۔ "دل بکھرنا" کبھی محاورے میں داخل نہ تھا۔ سودا نے "غنچے کا دل بکھرا" اس معنی میں کہا ہے کہ جب غنچہ کھلتا ہے تو اوسکی پنکھڑیاں متفرق ہو جاتی ہیں۔ پہلا مصرعہ دیکھیے:

گل مت کھیو باغ میں اے عندلیب زار

اگر یہ کوئی محاورہ ہوتا تو دیگر اساتذہ بھی دل بکھرنا کہیں نہ کہیں ضرور نظم کرتے۔ "غنچہ بکھرنا" بھی کبھی محاورے میں نہ تھا اور نہ اب ہے۔ "ہنستا پھول بکھیرتی" بالعکس کا ترجمہ خوبصورت، ہنسوڑ عورت کو کہتے ہیں۔ سودا کے شعر میں "بکھرنا" سے مراد "نثار ہونا" ہے اور یہ اونکا اجتہاد ہے۔

آپ چوتھے شعر میں کہ یہ بھی حضرت سودا کا ہے "ترک" پر خط کھینچے ہیں:
نالے سے میرے گل تو ہوا چاک پیرہن — بلبل ترا جگر نہ یہ سنکر ترک گیا
حالانکہ "ترکنا" اور "ترک جانا" انھیں معنی میں آج بھی زبان زد عوام و خواص ہے عوام "ترکنے" کی جگہ "تڑخنا" بولتے ہیں۔ جو "دراڑ پڑ جانے" کے مرادف ہے۔ یہ نہ کبھی ترک کیا گیا۔ نہ آج متروک ہے۔

پانچواں شعر یقین کا نقل کیا گیا ہے اور اس میں "عجب" خط کے نیچے ہے۔ یہ "عجب" نہیں ہے "عجب" ہے۔ لاحول ولا قوۃ کن بزرگوں سے

قلم ہاتھ میں پکڑا نہیں آتی بھی تیز نہیں شعر سبب
جی میں آتا ہے تری چھب کو دکھا دیجئے
باغ میں آنا اکثر تا ہے یہ شمشاد کر بس

"چھب تختی دیکھنا" ہر زن و مرد کی زبان پر جاری ہے دیہاتی گیتوں میں بھی برابر نظم ہوا ہے مثلاً "چھب دکھلا جا بانکے سنوریا" وسیان رہے کہ "چھب" کے معنی "جلوے" کے ہیں۔ آپ خود زبان کے بارے میں بالکل کورے ہیں لہذا میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس بیوقوف علم گزیدہ مصنف سے آپ کو معلوم ہوا کہ "چھب دکھانا" کوئی محاورہ تھا جو متروک ہو گیا اور اب یہ افسوس ہے کہ نعم البدل کیا بدل بھی پیدا نہ ہو سکا۔

آپ یقین کا شعر لکھتے ہیں ؎

اس ہوا میں ختم کر ساقی کرے جام شراب
دیکھ کر چھائی بھری آتی ہے باران کی [illegible]

"چھائی بھری آتی ہے" زیر خط ہے اور یہ بھی "بہل مرکب" کی دلیل ہے کہ "چھائی بھر آنے" کے متروک ہونے پر حضرت کو افسوس ہے۔ خداوند زبان دان! "چھائی بھر آنا" تو میر انیس مرزا دبیر کے ہر مرثیہ میں ایک آدھ جگہ نظم ہوا ہے۔ نفیس و عارف کے کلام میں بھی موجود ہے۔ محاورہ زنانہ ہے مگر متروک نہیں ہے۔

آخری شعر ہے ؎

ہر آن اوس کا جھمکا ہیگا نشان دیگر
خسرو ہے نے سکندر جمشید ہے نہ دارا

اس شعر میں "جھمکا" "خسرو" "نے سکندر" "جمشید" "دارا" زیر خط ہیں۔ پہلا مصرعہ اگر یہی ہے تو بیشک "جھمکا" کے جو معنی مصرعے میں لیے گئے ہیں وہ [illegible] میں "نشان جھمکنا" کوئی محاورہ نہیں۔ اور یہ بھی تو یقیناً قابل ترک ہے۔ ہمیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مصنف سے اصل مصرعہ پڑھا نہ گیا "چھب" کی طرح اب "چھب کرنے" "جھمکا" اور "نشان دیگر" بہ ناموزونیت کاتب علیہ ما علیہ نقل کر دیا۔ اب [illegible] کبھی اور بیشک غلط لفظ پر اظہار افسوس کر رہے ہیں۔ خدا نابود کرے ایسی کتابوں کو اگر یہ [illegible] مرثیوں کے اثر سے نصاب تعلیم میں داخل ہو گئیں تو یقیناً متعلمین کو گمراہ کریں گی۔ حکایت ہے کہ ایک طبیب صاحب نے "دافع الالم" نسخہ میں لکھا تھا۔ کسی علم گزیدہ مصنف نے اسکو "دانۃ الالم" پڑھا اور مرہم کے [illegible] لگا۔ یہ روایت مفید ہے دار المصنفین کے کتب خانہ کے سوا اور کہیں مل نہیں سکتی۔

علیٰ ہذا القیاس ایک دوسرے لونگرنے "بالسویہ" کو "بال سویہ" پڑھا اور حکیم سے پوچھا حضرت [illegible] وزن رہ گیا ہے "بال سویہ" تو میرے بیان سے گردن تو بتا دیجیے۔ اسی طرح "جنطیانا" (دوا) کو "جنطیانا" سمجھ کے ایک خبطی اپنے مدرسین [illegible] اور حکیم کو گالیاں دینے لگا کہ کم بخت نے عفت میں خبطیوں سے ذبیح کرائی۔ نعم البدل نہیں ملتا تھا تو کوئی بدل ہی لکھ دیا ہوتا۔ حضرات! اگر آپ ان حکایتوں پر نظر فرمائیں اور ہمارے اعتراضات ملاحظہ فرمانے کے بعد اس عبارت کو دیکھیں تو یقیناً حکایتوں کا صدق آپ پر منکشف ہو جائیگا۔ فرماتے ہیں:-

"ان استعارات میں جن الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے وہ جس جامعیت کے ساتھ اپنے مفہوم کو ادا کرتے ہیں دوسرے الفاظ ہو سکا ادا نہیں کر سکتے۔"

خدا کے بچے خسرو نے سکندر، جمشید، دارا ہی ہیں یہ الفاظ کبھی قابل ترک نہیں سمجھے گئے۔ و الخسرو کی جگہ خسرو کے سوا اور کوئی لفظ بولی نہیں جاتی۔ جمشید و دارا بھی آجتک بجائے خود بغیر کسی بدل کے موجود ہیں اور ان کا وہی مفہوم آج تک ہے جو پہلے تھا۔ جامعیت میں بھی افتراق نہیں ہوا۔ مگر "نے سکندر" "ہر ست" نے خارج ہو گیا ہے اب ہم شعراء سے سفارش کرینگے کہ جہاں "سکندر" کی لفظ نظم کریں وہاں "نے" کو بھول نہ جائیں [illegible] کی بیہودگی دیکھئے "دوست" "نے سکندر" کو "سکندر" کر دیا غضب کیا۔ اب زندگی محال ہے۔ بدل [illegible] میں لانا جامعیت کے ساتھ مفہوم [illegible]۔ ایک بات کہیں جناب شمس الہند برا نہ مانئے گا۔ کاش ایک شعر بھی ایسا ملتا جس میں متروک الفاظ پائے جاتے۔ یہ کیا مصیبت ہے۔ اگر ہم صفحہ (۱۹۳) کی فہرست سے قابل تعرضات اقتباس یہیں کر ڈالیں تو بہتر ہے مگر ایسا اتفاق [illegible] ہاتھ رکھو تو کہیں ایسا نہ ہو کہ بنتے بنتے بل پڑ جائیں۔ فرماتے ہیں:-

(۱) "لفظ وقت سودا" راہ گھیرنا "تبدیلی وقت ناسخ" راہ روکنا "بفضل خدا "راہ گھیرنا" اور "راہ روکنا" دونوں مروج اور فصحا کے روزمرہ میں داخل ہیں۔

(۲) لفظ وقت سودا "اکھڑیان میان" تبدیلی وقت ناسخ "اکھڑیان میں" بفضل خدا نہ کبھی "میں" کی جگہ "میان" عہد سودا و میر میں مروج تھا نہ عہد ناسخ میں۔ اور "اکھڑیان میں" ناسخ نے کسی مقام نظم نہیں کیا۔ اگر وہ کہتا تو "انکھڑیوں میں" کہتا۔ [illegible] دار المصنفین کی "اکھڑیان میان" عینک کی ضرورت ہے تاکہ صحت نقل میں تحقیق ہو۔

(۳) "لفظ وقت سودا "بولو میان" تبدیلی وقت ناسخ "بولو جی" خدا کی عنایت سے دونوں مروج ہیں کوئی متروک نہیں۔ [illegible] کیسا۔ بولو او [illegible] میان اور جی۔ سب بولتے ہیں۔

(۴) "محاورہ وقت میر "دیا" تبدیلی وقت ناسخ "چراغ" یہ دو لفظ دو مختلف زبانوں کے ہیں۔ دیہات میں ابتک "دیا" زیادہ مروج ہے۔ لکھنؤ کے محلات میں کبھی "چراغ" کی جگہ "دیا" نہیں بولا گیا لیکن دلی میں جہاں ہندی الفاظ زیادہ پسند کیے جاتے ہیں وہ ہندی لفظ کو ترجیح دیجاتی تھی عہد مرحوم بہادر شاہ تک چراغ کم اور دیا زیادہ زبان زد تھا۔



بوجھل نیا۔ گن مین پرانے رات اندھیری رے بالم!

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا
اوسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا

یہ ایک مشہور شعر ہے۔ اور اگر روایت شیخ محمد جان مرحوم شاد لکھنوی اونکا کے ملاحظہ فرمایئے تو علی مو تیا بند کے باوجود سیکڑون مقامات پر "دیا" بجائے چراغ نظر آئے۔ حضرت یہ یاد رکھیے کہ کسی شاعر کے محاورات اور ہین۔ اور اصطلاح چیز دیگر۔ محاورات خاصۃً قابل استدلال و قابل بحث نہین ہوتے ہیولی اصطلاح بحث و تفحص کے بعد منظور و مسترد ہوتی ہے۔

(۵) محاورہ وقت میر سر کو فرو لانا۔ تبدیلی وقت ناسخ سر کو فرو کرنا۔

یہ "سر فرو بردن" اور "سر فرو کردن" کا ترجمہ ہے۔ اسے تغیر و تبدل سے کوئی سروکار نہین۔ ناسخ کے کلیات مین "سر کو فرو کرنا" ہماری نظر سے نہین گزرا۔ بندہ پرور اس محاورہ کا شرف عنایت فرمانا آپکی سخاوت۔ اعلیٰ ہذا القیاس "سویا" اور "سو" کی زیادت اعظم گڑھی فصاحت ہے۔

(۶) محاورہ وقت میر اوس کنے۔ تبدیلی وقت ناسخ اوس کے گھر۔ کنے بیشک لکھنؤ مین ساقط الرواج اور دلی مین مروج ہے لیکن "کنے" کے معنی "گھر" نہین ہین جس سے چاہے پوچھ لیجیے۔ "اوس کنے جانا" اوس کے پاس جانے کا محاورت ہے۔ آپ نے بچارے ناسخ پر خواہ مخواہ افترا فرمایا ہے۔

(۷) محاورہ وقت میر ~~~ تبدیلی وقت ناسخ ~~~ بندہ پرور یہ دونو بفضل خدا متروک ہین۔ ناسخ کا شعر پیش کیجیے۔ "اوپجنا" ہمارے کانون تک کبھی نہین پہونچا۔ "اوپجنا" البتہ زبان زد خاص و عام ہے۔

(۸) محاورہ وقت میر دہا ~~~ تبدیلی وقت ناسخ عشرہ محرم ~~~ دہہ محرم اور عشرہ محرم مین ایک فارسی ہے ایک عربی ہے۔ دہہ جس ماہ یا عدد ودہ کے قبل آپ کو منظور ہو لگا دیجیے۔ مثلاً میر دہہ (امیر دہ) دس گاؤن کے افسر کا لقب تھا۔ دہہ اولیٰ محرم اور عشرہ محرم ایک چیز ہے۔ محرم کی دسوین تاریخ تک جو مرثیہ اور نوحے ہندی زبان مین پڑھے جاتے ہین وہ اب بھی "دہا" کے نام سے موسوم ہین۔ محاورہ مین "دہا"

"درپے رہنا" کہتے ہین مثلاً فلان جگہ درپے "درپے" رونے تھے یعنی مرثیے پڑھتے تھے۔ بہت احسان ہوگا اگر اس تبدیلی کا با صطلاح فصیح خود ماخذ آپ بتا دیجیے۔

(۹) محاورہ وقت انشا ~~~ تبدیلی وقت ناسخ ~~~ غالباً مقصود یہ ہے کہ انشا کے زمانہ مین یہ لفظ فتح کاف تھی۔ ناسخ کے عہد مین پگڑی ننگوٹی بن گئی یعنے فتحہ کی جگہ کسرے نے لی۔ حالانکہ اسکا ثبوت کچھ نہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی کتاب مین غلطی کاتب سے اوپر کی سطر کی علامت اضافت کھسک کے گاف کی کاف پر گر پڑی تھی۔ گری پڑی چیز کا ٹھیکا حضرت مصنف شعر الہند نے پہلے ہی سے لے رکھا ہے لہٰذا یہ بھی اسم کے ملوکات مین داخل ہو گئی۔ ہوسکتا ممکن ہے کہ سہو کاتب سے گرہ کی سے کا فتحہ آگے قدم بڑھا نہ سکا ہوگا کاف کے زیر پر اٹک گیا ہو۔ بیچارے کاتب اکثر بضرورت بیچ مین لکھ دیتے تھے۔ یا یہ کہ اعظم گڑھ کے دار المصنفین مین بعض اعظم گڑھی بیٹے گرہ کو بفتح کاف بولنے کے عادی ہون اور آپ نے اونکی غلطی کا ازالہ یون فرمایا ہو کہ یہ پرانی یادگار رہے۔ ہمارے ہان تو کوئی گرہ نہین کہتا۔

(۱۰) محاورہ وقت مصحفی ~~~ تبدیلی وقت ناسخ ~~~ یہ محاورہ نہ انشا کے وقت کا ہے نہ مرحوم ناسخ کے عہد کا۔ نہ ہمین کسی پیشہ ور کا نام معلوم ہے جو اب سے مہندی چھوڑتا ہو۔ نہ واقعہ با اللہ اس محاورے کے معنی یا محل استعمال کا علم ہے۔ بچے صابن کے بلبلے البتہ اڑاتے ہین۔ ہونٹون کی یہ خدمت ہمارے نزدیک اچھی ہے۔ نہ مہندی کی تقلیل نہین۔ ہونٹون مین مسی مل جاتی ہے حنا لگائی نہین جاتی۔ جس سے جی چاہے دریافت کر لیجیے۔

(۱۱) محاورہ وقت مصحفی ~~~ محاورہ وقت ناسخ ~~~ اسمین سے کوئی لفظ متروک نہین۔ دو نو بجائے خود مستعمل ہین۔ انکا واحد بھی اور جمع بھی۔

(۱۲) محاورہ وقت میر حسن ~~~ محاورہ وقت ناسخ ~~~ دونون غلط۔ نہ پھر پھر کہ نہ پھر پھر کر کے۔

(۱۳) محاورہ وقت میر حسن ~~~ محاورہ وقت ناسخ ~~~ ایک واحد ہے دوسرا جمع دونون مین سے کوئی ساقط نہین ہے۔

(۱۴) محاورہ وقت میر حسن ~~~ محاورہ وقت ناسخ ~~~ دونو یکسان ہین۔ نہ متروک ہین نہ کبھی بولے گئے نہ ان کے کوئی معنی ہین کم از کم کسی بھلے مانس کی زبان سے تو ہمنے کبھی یہ تک کرتے سنا نہین۔ اور اعظم گڑھ کے محاورات سے ہم واقف نہین۔

مصنف صاحب آخر مین حاشیہ لکھتے ہین۔

"یہ فہرست تمام تر جلوۂ خضر سے لی گئی ہے"

وہ مارا۔ ہم نہ کہتے تھے کہ اس قسم کی کتابین گمراہ کرنے والی ہین۔ اگر یہ صحیح ہے کہ جلوۂ خضر مین یہ مہمل فہرست موجود ہے تو ہر کتاب خانہ سے اوسکا ضائع کر دینا فرض عین ہے۔ ورنہ "بندہ باعتبار لالا و لالا باعتبار عینک" پر عمل ہوتا رہیگا اور بد نصیب اردو پامال ستم ہوتی رہیگی۔ بے مایہ اشخاص اوس سے تمسک کرینگے۔ اور ہمین طولانی مضمون لکھنا پڑینگے۔ باقی آیندہ

راقم رفیع الخیال کمال

خلاصۃ الخطبات

مولانا پنچ:- آپ جانیئے اوس سال نے دم توڑنا شروع کیا اور مردہ قومون کے لیڈرون نے اپنی قومیت کے مریض جان بلب پر دعائین پڑھنی شروع کین گویا مرتے دیکھ کے موت یاد آئی۔ مسٹر اسپیکر دیکھا دی دیکھا دی لیکچر اعجاز مسیحا دم کی

آزمائش پر آمادہ ہوگئے اور لگے قوم بازی کی صدا دینے۔ لہذا اب کی پنجاب نے ارادہ فرمایا ہے کہ بزبان پنچ ان خسروں کا خلاصہ ترتیب وار تحریر فرمائیں —

(ایڈریس پڑھنے والوں اور مقرروں کو اختیار ہے کہ ان فقروں کو جزو تقریر کیجیں یا نہ کیجیں مگر ہماری طرف سے عام اجازت ہے جو فقرہ جسکو پسند آئے اوڑا لیجائے۔ ہم ہرگز شکایت نہ کرینگے)

شوق سے فقرے جو راؤ تحسین ڈر کس کا ہے
چونکہ کس کا ہے یہ ہماری جان مگر کس کی ہے

ہمارا اولین فرض (۱) اگر ہو سکے تو گورنمنٹ کی ٹانگ میں چکٹ لگائیں اور پھر اسے کسوٹی روانہ کر دینا (۲) یہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے کثیر مقدار ... کی وقت بے وقت بھنبھوڑ کھانے والوں کے لیے مہیا کی ہے اسپر سال بھر تک برابر پروٹسٹ ہونا چاہیے۔

ہمارا متوسط فرض (۱) دبی ہے تین برس سے جاری ہے۔ لینے منہ سے اتحاد (اتفاق) کہیں۔ (۲) خود کبھی فساد کی بات کہیں اور دوسرا جواب دے تو اوس پر نفاق و اشتعال کا جرم عائد کرکے ایک سلسلۂ دوراز کا پیدا کریں جو کسی طرح نہ ٹوٹے۔

ہمارا آخری فرض (۱) قوم میں یکجہتی ہو یا نہ ہو حکومت کی دوربین آنکھوں میں یہ کہہ کے خاک جھونکتے رہیں کہ دلوا دو یا دو ہم کو چھین کر دو اشرفیاں۔ (۲) یہ سمجھنا ہم بے کس بے بس مجبور ناچار لولے لنگڑے ... اندھے کانے ہیں ابھی ابھی جب جھاڑ کے پیچھے پڑ جائیں تو پیچھا چھڑانا مشکل ہوں وہ تو کہیے ہم کچھ کرتے نہیں۔ (۳) وہ گورنمنٹ کوئی معقول عاقل دانا بینا گورنمنٹ نہیں ہو سکتی جو رعایا کے نفاق سے فائدہ اوٹھائے۔ (۴) پھر کیا وجہ ہوا ہے کہ ہمارے مطالبات ایک دفعہ مسترد ہوگئے دوسری دفعہ مسترد ہوگئے تیسری دفعہ مسترد ہوگئے۔ (۵) اوسے لازم ہے کہ وہ ... طرح صاف کر دے۔ اور اس میدان میں ... انعام ... کی جھنڈی نہ رہنے دے (۶) ہمارے پاس اپنی بات منوانے کے زبردست ذرائع ہیں مثلاً ہم صبح سے دوپہر دن تک آٹھ مرتبہ دانت کچکچا کے اون پھٹ پھٹا کے۔ ناک سکوڑ کے دیدے نکال کے گورنمنٹ پر گھوڑا جا سکتے ہیں اور کم از کم اس بات پر متفق ہو سکتے ہیں کہ اپنا ہم مذہب کوئی بیجا بات کہے یا کرے تو اوسکی حمایت کریں یہ فعل ہمارا اتحاد کی جان ہے۔ اگر سرکاری خزانے بعض نوکریاں اور خطاب بانٹ رہی ہو تو زور زور سے چیخنے لگیں کہ۔

کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائیگی کہ خدان
ملک میں ممنون رکھتے ہیں اور نا ممنون کیسے

(۲) ہم ہرگز اس بات پر وثوق کے ساتھ اعتقاد نہیں کرتے کہ ایک غیر وطنی گورنمنٹ کے سامنے ایسے مطالبات پیش کرکے ہم اپنے دل کی حالت سے باخبر کر دیتے اور اوسے موقع دیتے ہیں کہ وہ اس قسم کے سوالات کو واسطہ جنگ بنا لے یا ... قرار دیگی۔ متوازن برابر کرنے کی درخواست پیش کرنے کے بعد ہم اوسے ترازو کا مالک یا قابل اقتدار و عطا حاکم یاد کرتے ہیں ہم اوسے مانگتے ہیں مگر اوسے دینے کا ہرگز حق نہیں ہے وہ بیچاری ہے کیا جو کسی کو دیگی۔ وہ کون! ہوتی کون ہے!۔

پولیٹکل خطبات کا خلاصہ ختم ہوا علمی مذہبی تمدنی انتظامی مجالس کے مطالبات آئندہ۔

راقم طالب ...

المختصرات

خطابوں کے درخت اُگنے کی جگہ و زعفران کے اُگنے کی زمین خاص قسم کی ہوتی ہے لیکن یہ نیا انکشاف ہے کوئی ڈاکٹر بوس سے کہہ دے کہ اپنے خوردبینی آلات کا تجربہ فرمائیں بیٹے خطاب بھی کبھی کسی خشامد کی جڑ سے بھی اوسی طرح اُگتا ہے جس طرح املی کی جڑ سے چنگ۔

یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام ریاست نظام مقیم ہوئے ہیں دیکھیے جو بعد جائے کیا معنی کہ آپ پر مسلم چراند چلے ہی سے اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ بڑا الزام یہ ہے کہ برار کا انتزاع آپ ہی کے اثر کا نتیجہ بتاتا ہے کہ حضور نظام نے بمقتضائے دانش ہیں اخبار کی کا قدر ان کے داخلے کی ممانعت کی تھی سرکشن پرشاد اون پر مہربان ہونے والے ہیں۔ اگر یہ ہوا تو کیا کرنا بات کا مضمون ہوگا۔ کوئی ایسا پرچہ کسی ریاست میں ہرگز شایع ہونا چاہیے جو مذہبی افتراق پیدا کرے۔ کیجیے؟

سال کی آخری اور ابتدائی مزے دار خبر یہ ہے کہ آقا الحاج میرزا ہاشم اصفہانی مرحوم بعد صدارت شیعہ کانفرنس سے فرصت پاکے لکھنؤ میں تشریف فرما ہیں۔ آغا گھر بار چھوڑ کے چلا کرتا ہے اگرچہ ہمیں بھی اکثر شریک کر لیتا ہے۔

... کے وقت ... ضرور رہنا چاہیے۔

مشہور عام دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ بہترین مفید ادویہ

حلوائے مغز کنجشک

بہ دوا بھی نہایت ... کنجشک ... اعضائے رئیسہ و اعصاب کو طاقت پہنچانے میں رعشہ مثانہ وغیرہ کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر میں ظاہر کیا گیا ہے اگر یہی ... کے بعد دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی مسک ہے مغلظ ہے۔ رقت و سرعت کے مرض کو دور کرتی ہے قیمت فی بکس ۳۰ خوراک پانچ روپیہ

مار تلخم عنبری ... خاص الخاص

... اعضائے رئیسہ ... سرخ و سفید کرنے ... مردی کو بڑھانیوالا اور مسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیالہ مفت

طلائے سیمی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ہے گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے اپنے ... اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے رگیں خراب ہو گئی ہوں ان کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسوں کی امید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتوں میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (عہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت ... پیدا کرنے کا ... نظیر ... قوت مردمی کے اضافہ کرنے میں بے نظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی میں ... پیدا کرتی ہے ... رقت ... کی شکایت کو دور کرتی ہے ... اور ناامیدوں کی امید کو بر لاتی ہے ... جوانوں کی طاقت میں ... پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑوں مرد اور بوڑھوں کے ... اس سے صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر پوری مدت تک استعمال کی جائے تو قوت امساک میں بھی ... قیمت فی بکس ۴۰ خوراک مع محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے	مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ	فہرست کلاں مفت طلب فرمایئے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۲۴ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن ... سے ضعیفی دور کرنے کی ترکیب ... بڑھاپے ... اور ... دیگر بیماریوں ... کس طریقہ پر حرکت دیجئے ... کتاب میں ... تصاویر ہوئی ہیں ... ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب زیادہ تر بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ہے ... کی وجہ سے ... امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کر کے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی ہم نے برائے نام اسکی قیمت صرف ... رکھی ہے

ملنے کا پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

طاقت سے ہی فتح

... اعصاب ... طاقت ... [illegible]

آتشک نمبر ...

... [illegible] ...

ایجنٹ ... اینڈ کو۔ چوک۔ لکھنؤ

کشمیری لذت النسا باتصویر

... [illegible] ...

تعویذ محبت ... تعویذ حب ...

... طلسمانی انگشتری ...

اعجاز زاہدی ...

... محصول ...

... پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو ... کے امراض کیلئے ... قیمت ... ہر جگہ بکتا ہے۔

دور و گج کیسری ... قیمت ...

بال سدھا ... مفت ...

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے ...	بال بہار آفس
... پنجاب	چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ ... اینڈ کو لکھنؤ

... سول ایجنٹ ...

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا[illegible]

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا یا ہے

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں [illegible] اگر آپ سُر گلے سے ادا کر نے پر قادر ہیں کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد [illegible] اس کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک گت کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں [illegible] کا سرمایہ [illegible] اس کتاب میں [illegible] مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم [illegible] مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے - قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی طرح فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ